

خطبہ (۱۱۹)

(۱۱۹) وَمِنْ كَلَامِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ

حضرت کے اصحاب میں سے ایک شخص اٹھ کر آپ کے سامنے آیا اور کہا کہ: یا امیر المؤمنین! پہلے تو آپ نے ہمیں تجسیم سے روکا اور پھر اس کا حکم بھی دے دیا، نہیں معلوم کہ ان دونوں باتوں میں سے کونسی بات زیادہ صحیح ہے۔ (یہ سن کر) حضرت نے اپنے ہاتھ پر ہاتھ مارا اور فرمایا:

جس نے عہدِ وفا کو توڑ دیا ہو اس کی یہی پاداش ہوا کرتی ہے۔ خدا کی قسم! جب میں نے تمہیں تکسیم کے مان لینے کا حکم دیا تھا اگر اسی امرنا گوارا (جنگ) پر تمہیں ٹھہرائے رکھتا کہ جس میں اللہ تمہارے لئے بہتری ہی کرتا، چنانچہ تم اس پر جسے رہتے تو میں تمہیں سیدھی راہ پر لے چلتا اور اگر ٹیڑھے ہوتے تو تمہیں سیدھا کر دیتا اور اگر انکار کرتے تو تمہارا تدارک کرتا، تو بلاشبہ یہ ایک مضبوط طریق کار ہوتا، لیکن کس کی مدد سے اور کس کے بھروسے پر؟ میں تم سے اپنا چارہ چاہتا تھا اور تم ہی میرا مرض نکلے۔ جیسے کانٹے کو کانٹے سے نکالنے والا کہ وہ جانتا ہے کہ یہ بھی اسی کی طرف جھکے گا۔ خدایا! اس موذی مرض سے چارہ گر عاجز آگئے ہیں اور اس کنوئیں کی رسیاں کھینچنے والے تھک کر بیٹھ گئے ہیں۔

وہ لوگ کہاں کہاں ہیں کہ جنہیں اسلام کی طرف دعوت دی گئی تو انہوں نے اسے قبول کر لیا اور قرآن کو پڑھا تو اس پر عمل بھی کیا، جہاد کیلئے انہیں ابھارا گیا تو اس طرح شوق سے بڑھے جیسے دودھ دینے والی اونٹنیاں اپنے بچوں کی طرف۔ انہوں نے تلواروں کو نیاموں سے نکال لیا اور دستہ بدستہ اور صف بصف بڑھتے ہوئے زمین کے اطراف پر قابو پالیا۔ (ان میں سے) کچھ مر گئے کچھ بچ گئے۔ نازندہ رہنے والوں کے مژدہ سے وہ خوش ہوتے ہیں اور نہ مرنے والوں کی تعزیت سے متاثر ہوتے ہیں۔ رونے سے ان کی آنکھیں

وَ قَدْ قَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ مِّنْ أَصْحَابِهِ، فَقَالَ: هَمَيْتَنَا عَنِ الْحُكُومَةِ ثُمَّ أَمَرْتَنَا بِهَا، فَمَا نَدَرِيحَ أَيُّ الْأَمْرَيْنِ أَرَشَدُ؟ فَصَفَّقَ عَلَيْهِمَا إِيحْدَى يَدَيْهِ عَلَى الْأُخْرَى، ثُمَّ قَالَ:

هَذَا جَزَاءُ مَنْ تَرَكَ الْعُقْدَةَ! أَمَا وَاللَّهِ! لَوْ أَنِّي حِينَ أَمَرْتُكُمْ بِمَا أَمَرْتُكُمْ بِهِ حَمَلْتُكُمْ عَلَى الْمَكْرُوهِ الَّذِي يَجْعَلُ اللَّهُ فِيهِ خَيْرًا، فَإِنِ اسْتَقَمْتُمْ هَدَيْتُكُمْ، وَإِنِ اعْوَجَجْتُمْ قَوْمْتُكُمْ، وَإِنِ ابْتَيْتُمْ تَدَارَكْتُكُمْ، لَكَانَتِ الْوُثْقَى، وَلَكِن بَيْنَ وَ إِلَى مَنْ؟ أُرِيدُ أَنْ أُدَاوِيَ بِكُمْ وَأَنْتُمْ دَائِي، كَنَاقِشِ الشُّوْكَةِ بِالشُّوْكَةِ، وَ هُوَ يَعْلَمُ أَنَّ ضَلْعَهَا مَعَهَا. اللَّهُمَّ قَدْ مَلَّتْ أَطْبَاءُ هَذَا الدَّاءِ الدَّوِي، وَ كَلَّتِ النَّزْعَةُ بِالشُّطَانِ الرَّبِّي!

أَيْنَ الْقَوْمِ الَّذِينَ دُعُوا إِلَى الْإِسْلَامِ فَقَبِلُوهُ؟ وَ قَرَأُوا الْقُرْآنَ فَأَحْكَمُوهُ؟ وَ هَيَّجُوا إِلَى الْجِهَادِ، فَوَلَّهُمُوا وَ لَةَ اللِّقَاحِ إِلَى أَوْلَادِهَا، وَ سَلَبُوا الشُّيُوفَ أَعْمَادِهَا، وَ أَحَدُوا بِأَطْرَافِ الْأَرْضِ رَحْفًا وَ رَحْفًا وَ صَفًّا صَفًّا، بَعْضُ هَلَكَ، وَ بَعْضُ نَجَا. لَا يُبَشِّرُونَ بِالْأَحْيَاءِ، وَ لَا يُعَزُّونَ عَنِ الْمَوْتِ، مُرَّةَ الْعُيُونِ مِنَ الْبُكَاءِ، خُمْصُ الْبُطُونِ مِنَ

سفید، روزوں سے ان کے پیٹ لاغر، دُعاؤں سے ان کے ہونٹ خشک اور جاگنے سے ان کے رنگ زرد ہو گئے تھے اور فروتنی و عاجزی کرنے والوں کی طرح ان کے چہرے خاک آلود رہتے تھے۔

یہ میرے وہ بھائی تھے جو (دنیا سے) گزر گئے۔ اب ہم حق بجانب ہیں اگر ان کی دید کے پیاسے ہوں اور ان کے فراق میں اپنی بوٹیاں کاٹیں۔ بے شک تمہارے لئے شیطان نے اپنی راہیں آسان کر دی ہیں۔ وہ چاہتا ہے کہ تمہارے دین کی ایک ایک گرہ کھول دے اور تم میں سبجائی کے بجائے پھوٹ ڈلوائے۔ تم اس کے وسوسوں اور جھاڑ پھونک سے منہ موڑے رہو اور نصیحت کی پیشکش کرنے والے کا ہدیہ قبول کرو اور اپنے نفسوں میں اس کی گرہ باندھ لو۔

---☆☆---

الصِّيَامِ، ذُبُلُ الشَّفَاةِ مِنَ الدُّعَاءِ، صَفْرُ الْأَلْوَانِ مِنَ السَّهْرِ، عَلَى وَجْهِهِمْ غَبْرَةٌ الْخَاشِعِينَ.

أُولَئِكَ إِخْوَانِي الدَّاهِيُونَ، فَحَقَّ لَنَا أَنْ نَنْظِمَ إِلَيْهِمْ وَ نَعَضَّ الْأَيْدِي عَلَى فِرَاقِهِمْ! إِنَّ الشَّيْطَانَ يُسَنِّئُ لَكُمْ طَرَفَهُ، وَ يُرِيدُ أَنْ يَحُلَّ دِينَكُمْ عُقْدَةً عُقْدَةً، وَ يُعْطِيَكُمْ بِالْجَبَاعَةِ الْفُرْقَةَ، فَاصْدِفُوا عَنْ نَزَعَاتِهِ وَ نَفَثَاتِهِ، وَ اقْبَلُوا النَّصِيحَةَ مِمَّنْ أَهْدَاهَا إِلَيْكُمْ، وَ اعْقَلُوا هَا عَلَى أَنْفُسِكُمْ.

-----☆☆-----

ط امیر المؤمنین علیؑ کے پرچم کے نیچے جنگ کرنے والے گواہی کی جماعت میں شمار ہوتے تھے مگر جن کی آنکھوں میں آنسو، چہروں پر زردی، زبانوں پر قرآنی نغمہ، دلوں میں ایمانی ولولہ، پیروں میں ثبات و قرار، روح میں عزم و ہمت اور نفس میں صبر و استقامت کا جوہر ہوتا تھا انہی کو صحیح معنوں میں شیعان علیؑ کہا جاسکتا ہے اور یہی وہ لوگ تھے جن کی جدائی میں امیر المؤمنین علیؑ کے دل کی بے تائیاں آہ بن کر زبان سے نکل رہی ہیں اور آتش فراق کے لو کے قلب و جگر کو پھونکنے دے رہے ہیں۔ یہ وہ لوگ تھے جو دیوانہ وار موت کی طرف لپکتے تھے اور پتھر بننے پر انہیں مسرت و شادمانی نہ ہوتی تھی، بلکہ ان کے دل کی آواز یہ ہوتی تھی کہ:

شرمندہ ماندہ ایہ کہ چرا زندہ ماندہ ایہ
جس انسان میں ان صفات کی تھوڑی بہت جھلک ہوگی وہی متبع آل محمدؑ اور شیعہ علیؑ کہلا سکتا ہے۔ ورنہ یہ ایک ایسا لفظ ہو گا جو اپنے معنی کو کھو چکا ہو اور بے عمل استعمال ہونے کی وجہ سے اپنی عظمت کو گنوا چکا ہو۔ چنانچہ روایت میں ہے کہ امیر المؤمنین علیؑ نے ایک جماعت کو اپنے دروازہ پر دیکھا تو قبر سے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ قبر نے کہا کہ: یا امیر المؤمنین علیؑ یہ آپ کے شیعہ ہیں۔ یہ سن کر حضرت کی پیشانی پر بل آیا اور فرمایا: مَا لِي لَا أَرَى فِيهِمْ سَيِّمَاءَ الشَّيْبَةِ؟ ”کیا وجہ ہے کہ یہ شیعہ کہلاتے ہیں اور ان میں شیعوں کی کوئی بھی علامت نظر نہیں آتی؟“ اس پر قبر نے دریافت کیا کہ شیعوں کی علامت کیا ہوتی ہے؟ تو حضرت نے جواب میں فرمایا:

خُمْصُ الْبَطُونِ مِنَ الطَّوِي، يُبْسُ الشَّفَاةِ مِنَ الظَّلْمِ، عُمْشُ الْعِيُونِ مِنَ الْبُكَاءِ.

بھوک سے ان کے پیٹ لاغر، پیاس سے ان کے ہونٹ خشک اور رونے سے ان کی آنکھیں بے رونق ہو گئی ہوتی ہیں۔ ط